OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

Al-Qamar, Volume 5, Issue 4 (October-December 2022)

قرآن، سنت اور قیاس سے اجماع کی سند: فقہا کی آرا کی روشنی میں ایک مطالعہ

Evidence of Consensus from Quran, Sunnah and *Qiyās*: A Study in the light of the Opinions of the Jurists

Muhammad Abdur Rehman

Lecturer, Cadet College Choa Saidan Shah, Chakwal

Abstract

Consensus (*Ijma*ʻ) ranks after the Quran and Sunnah among the sources of Islamic jurisprudence. Many *Shari*ʻ*ah* rules are authenticated by the source of *Ijma*ʻ. This article is aimed to discuss the two primary issues relating to *Ijma*ʻ and to find the preferred opinion of Muslim jurists about these issues. The first issue is about the evidence for ijma'. The author has preferred this opinion that although the condition of evidence for the validation of ijma' is not found in the early literature available on *Ijma*ʻ yet any ijma' must have evidence which may integrate it with Quran and Sunnah. The second issue is about analogical reasoning and whether or not it has the capacity to perform as evidence for ijma'. The writer thinks that Qiyas has this capacity and it must be considered in this regard.

Key words: Argument, *Shari*ʻ*ah,* consensus, evidence, authority

تمہید

فقہ اسلامی جن مآخذ سے لی گئی ہے ان میں قرآن و حدیث کے بعد اجماع کا درجہ ہے۔ امت محمدیہ کا رسول اکرم ﷺ کے وصال کے بعد فروع دین میں سے کسی مسئلہ پر متفق ہونا اجماع کہلاتا ہے اور یہ حجت ہے۔ البتہ یہ اتفاق صرف مجتہدین ہی کا معتبر ہو گا۔ عوام اور غیر فقہاء محدثین اور متکلمین کے اقوال اور آراء کا اعتبار نہیں ہے۔ اور صرف اس امت کا اجماع ہی حجت ہے کیونکہ یہ امت اللہ تعالیٰ کے ہاں باقی امتوں سے بہت معزز اور مکرم ہے اور اسی اعزاز کی وجہ سے اس امت کے اجماع کو حجت قرار دیا گیا ہے۔ اجماع فروع دین میں قبول ہو گا اصول دین میں قابل قبول نہیں ہو گا کیونکہ اصول دین دلائل نقلیہ قطعیہ سے ثابت ہو چکے ہیں۔

CC BY

اصولیین کے نزدیک اجماع کی تعریف

اصولیین کے ہاں اجماع کی ایک سے زیادہ تعریفات موجود ہیں لیکن ایک جامع تعریف کہ جس سے اجماع کی حقیقت واضح ہوتی ہے وہ یہ ہے: "الاجماع عبارة عن اتفاق جملة اهل الحل والعقد من امة محمد فی عصر من الاعصار علی حکم واقعة من الوقائع"[1] اجماع یہ ہے کہ زمانوں میں سے کسی ایک زمانہ میں امت محمدیہ کے تمام علماء مجتہدین کسی ایک واقع کے حکم پر جمع ہو جائیں۔ عبد الکریم زیدان نے تعریف یوں کی ہے: "هو اتفاق المجتهدين من الامة الاسلامية فی عصر من العصور، علی حکم شرعی، بعد وفاة النبی ﷺ"[2] اور یہ مجتہدین امت مسلمہ کا زمانوں میں سے کسی ایک زمانے میں کسی حکم شرعی پر نبی پاک ﷺ کے وصال کے بعد اتفاق کر لینے کا نام ہے۔ اجماع کے انعقاد کے لئے وصال نبوی ﷺ کی قید ضروری ہے۔ دورِ نبوی میں اجماع منعقد ہی نہیں ہو سکتا۔ جب شارع خود موجود ہوں تو ہر مسئلے کی توضیح و تشریح شارع کی زبان سے ہو گی اور ہر مسئلے پر ان ہی کی بات حرف آخر ہوتی ہے۔ لہٰذا اجماع ان مسائل میں ہو گا کہ جب شارع موجود نہ ہو اور کسی مسئلے میں ان کی براہ راست وضاحت میسر نہ ہو تو امت کے مجتہد علماء اس مسئلے پر اتفاق کریں گے اور ان کے اتفاق کو اجماع کہا جائے گا۔ اس میں دوسری اہم بات یہ ہے اجماع کرنے والے صاحبان علم اور مجتہد ہوں، ہر ایک کی رائے کا اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔ اور عوام کا اس سے موافقت کرنا قطعاً ضروری نہیں ہے۔ اجماع سے دین اسلام کے متعدد احکام مستنبط کیے گئے ہیں۔ دین کے کسی حکم کو ثابت کرنے کے لئے قرآن و حدیث سے مضبوط دلائل لائے جاتے ہیں اور ان کی سند ذکر کی جاتی ہے جس سے اس حکم کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔ بغیر سند کے دین کا کوئی حکم قابل اعتبار تصور نہیں کیا جا سکتا۔ شرعی احکامات میں بغیر دلیل کے کوئی بات نہیں کی جا سکتی اس سے شرعی احکامات کی روح باقی نہیں رہتی اور انسان پر ذاتی خواہشات کا غلبہ چھا جاتا ہے۔

قرآن و سنت کی طرح اجماع مستقل دلیل ہے یا نہیں؟ اس بارے میں علمائے اصول میں اختلاف واقع ہوا ہے۔ بعض علماء کے نزدیک اجماع مستقل حجت ہے کیونکہ اس سے احکام ثابت ہوتے ہیں اور اگر اجماع کسی دلیل یا سند کی بنیاد پر نہ بھی ہو وہ پھر بھی حجت ہے کیونکہ اگر اجماع کے لیے سند کی شرط لگا دی جائے تو پھر تو وہ سند حجت ہو گی اور اجماع کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا لیکن امت کے اکثر علماء اس بات کی طرف گئے ہیں کہ اجماع بغیر سند کے منعقد ہی نہیں ہوتا کیونکہ احکام شریعت کو وجود میں لانا یہ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور نبی کریم ﷺ کا اختیار ہے اس کے علاوہ کسی کو یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔ اور دوسری بات یہ کہ دلیل نہ ہونے کی وجہ سے احکام میں غلطی کا صدور لازم آتا ہے اور دلیل ہی وہ راستہ ہے جس سے حق واضح ہوتا ہے۔ اجماع کی سند سے مراد یہ ہے کہ جس حکم پر اجماع منعقد ہوا ہے اس کی بنیاد دوسرے ماخذ شرعی میں موجود ہے یا نہیں۔ جیسے دادی اور نانی سے نکاح حرام ہے، اس پر اجماع ہے۔ اس کی دلیل قرآن کی آیت "حرمت علیکم اُمھاتکم" "کہ تم پر مائیں نکاح کے معاملے میں حرام ہیں"۔ علامہ سمعانی لکھتے ہیں: "اعلم ان الاجماع لا ينعقد إلا عن دليل يوجب ذلک، لان اختلاف الآراء أو الهمم يمنع من الاتفاق علی شيء الا عن سبب يوجب ذلک "[3] جان لو کہ اجماع منعقد نہیں ہوتا مگر ایسی دلیل سے جو کہ اجماع کو ثابت بھی کرتی ہو کیونکہ آراء اور ہمتوں کا مختلف ہونا کسی بات پر متفق ہونے سے مانع ہوتا ہے۔ مگر یہ کہ ایسا سبب پایا جائے جو کہ اجماع کو ثابت کرے۔ عبد الکریم زیدان کے مطابق: "لا بد للا جماع من مستند شرعی لان القول فی الدين بغير علم و بغير دليل قول بالهوی، وخطا قطعا ، وهذا لا يجوز ولا يقع "[4] اجماع کے لئے کسی شرعی سند کا ہونا ضروری ہے۔ کیونکہ دین میں بغیر علم اور بغیر دلیل کے کوئی بات کرنا، یہ خواہشات نفس کی پیروی کرنا ہے جو

کہ بالکل غلط ہے یہ نہ تو جائز ہے اور نہ واقع ہو سکتا ہے۔ اجماع کی دلیل قرآن یا سنت سے ہی ہوگی اس کے علاوہ سے اجماع کی دلیل اور سند نہیں ہو سکتی، اجماع کے دلائل اتنے قوی ہو جاتے ہیں کہ اجماع خود ایک دلیل کا درجہ اختیار کر لیتا ہے۔ اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اجماع کی دلیل قرآن اور سنت سے ہوتی ہے۔"اتفق العلما علی جواز ان یکون سند الاجماع کتابا او سنة کالمسائل السابقة.فان اساس الا جماع فیها سنة"5 علمائے کرام نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ جائز ہے یہ بات کہ سند اجماع میں مسائل سابقہ کی طرح قرآن یا سنت ہو اس لیے کہ اجماع کی بنیاد ان مسائل میں بھی سنت ہی ہے۔

امت کا اجماع کرنے کے حوالے سے معصوم ہونا

امت محمدیہ معصوم عن الخطاء ہے۔ اس لیے امت محمدیہ کا اجماع مبنی بر خطا نہیں ہو سکتا۔ اس لیے کسی مسئلے پر امت کا اجماع ہو جانا ایک دلیل تصور کیا جاتا ہے۔"لاینعقد الاجماع الا عن مستند لان الفتوی بدون المستند خطا لکونه قولاً فی الدین بغیر علم، و الا مة معصومة عن الخطا "6 اجماع صرف کسی ٹھوس دلیل و سند ہی کے ذریعے واقع ہوتا ہے کیونکہ اس کے بغیر فتوی دینا غلطی ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دینی معاملات میں بغیر علم کے گفتگو کرنا ہے جبکہ دوسری طرف امت من حیث المجموع معصوم عن الخطاء ہے۔ متعدد احادیث اور آثار صحابہ اس بات پر وارد ہوئے ہیں اور دلیل بنے ہیں کہ امت معصوم عن الخطاء ہے۔7 یہ جائز نہیں ہے کہ ساری امت خطا پر جمع ہو جائے۔ ابراھیم بن سیار نظام کے مطابق امت کا اجماع خطا پر بھی جائز ہے۔8

اجماع کے لئے سند کی ضرورت

اجماع کے لئے کسی دلیل کا موجود ہونا کتنا ضروری ہے اس حوالے سے علمائے اصول میں مختلف آراء پائی جاتی: علامہ آمدیؒ فرماتے ہیں: "القائلون بانه لاینعقد الاجماع الا عن مستند اختلفوا فی جواز انعقاده عن الاجتہاد والقیاس"9 وہ علماء جو کہتے ہیں کہ اجماع کسی سند کی بنیاد پر ہی منعقد ہوگا، انہوں نے اجتہاد اور قیاس سے اجماع کے انعقاد میں اختلاف کیا ہے۔ (یعنی ان کے ہاں اجتہاد اور قیاس اجماع کی سند نہیں بن سکتے) ابوزھرہ لکھتے ہیں: "لا بد للاجماع من سند لان اهل الاجماع لاینشئون الاحکام، کما توهم بعض الفرنجة، لان حق انشاء الشرع لله تعالیٰ و للنبی الذی یوحی الیه تعالیٰ، و علی ذلک لا بد ان یکون للاجماع من مستند یعتمد علیه من الاصول العامة للفقه الا سلامی، ولقد کان الصحابة فی المسائل التی اجمعوا علیها یبحثون عن سند یبنون علیه آراءهم التی اجمعوا علیها، ففی مسالة میراث الجدة، اعتمد واعلی خبر المغیرة بن شعبة، و فی الا جماع علی تحریم الجمع بین المحارم، اعتمد وا علی ماروا‌ه ابوهریره"10 اجماع کے لئے کسی سند کا ہونا ضروری ہے، کیونکہ اجماع کرنے والے خود قانون سازی نہیں کر سکتے جیسا کہ بعض مستشرقین اس وہم میں مبتلا ہو گئے، شریعت میں قانون سازی کا حق صرف اللہ تعالیٰ کا ہے اور اس کے نبی ﷺ کا جن پر اللہ کی طرف سے وحی آتی ہے۔ اس لیئے اجماع کے لئے ایسی سند کا ہونا ضروری ہے جس پر اعتماد کیا جا سکے، جو فقہ کے عمومی و اساسی اصولوں میں سے ہو۔ صحابہ کرامؓ نے جن مسائل میں اجماع کیا ہے اس کے لئے وہ کسی دلیل کو تلاش کرتے تھے تاکہ وہ اس پر اپنی رائے کو مبنی کر سکیں۔ چنانچہ دادی کی وراثت کے مسئلے میں حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی روایت پر اعتماد کیا اور محارم کو نکاح میں جمع کرنے کے مسئلے میں حضرت ابو ھریرہؓ کی روایت

پر اعتماد کیا۔ اجماع کسی شرعی حکم پر ہونا چاہیے اور کسی شرعی سند پر استوار ہونا چاہئے، جو مجتہد اسلامی کیلئے اسلام نے کچھ اصول و قواعد اور ضوابط بنائے ہیں، اور ان حدود سے آگے بڑھنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور جب اس کے اجتہاد میں کوئی بھی نص موجود نہ ہو تو، اس کا اجتہاد نص کو سمجھنے اور جو اس پر دلالت کرے کو سمجھنے کے لئے کافی نہ ہو گا۔ جب کسی واقعہ کے بارے میں کوئی نص موجود نہ ہو تو اس مجتہد کا یہ اجتہاد اس قیاس کے ذریعے سے استنباط حکم کے لیے کافی نہ ہو گا بر خلاف اس کے جس میں نص ہو۔ 11 امام بدر الدین زرکشیؒ فرماتے ہیں: "ولا بدله من مستند، لان اهل الا جماع ليست لهم رتبة الاستقلال باثبات الاحكام، وانما يثبتونها نظرا الى ادلتها و ما خذها، فوجب ان يكون عن مستند لانه لو انعقد من غير مستند لا قتضى اثبات الشرع بعد النبیﷺ وهو باطل" 12 اجماع کے لئے کسی سند کا ہونا ضروری ہے اس لیے کہ اہل اجماع کا اتنا رتبہ نہیں کہ وہ مستقل احکامات کو ثابت کریں، وہ احکام کو ان کے دلائل اور مآخذ کی طرف دیکھتے ہوئے ثابت کرتے ہیں، تو لازم ہے کہ اجماع کی بھی سند ہو اس لیے کہ اگر اجماع بغیر سند کے منعقد ہو گا تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ نبی کریم ﷺ کے بعد شریعت ثابت کر رہے ہیں اور یہ باطل ہے۔

اجماع کی سند کی مثال

اجماع کی سند قرآن کریم سے لینے کی مثال پوتے کی وراثت پر اجماع ہے۔ اور اجماع کی مثال سنت نبوی سے یہ ہے کہ دادا، دادی کا وراثت میں چھٹا حصہ ہے اور اس پر اجماع ہے۔ رکعات کی تعداد، زکوۃ کے نصاب، زکوۃ کے مانعین کے قتل، جمعہ کی نماز کا ساقط ہونا ظہر کے فرائض سے اور گائے کی طرح بھینسوں پر بھی زکوۃ کے فرض پر بھی اجماع ہے۔ 13

اجماع کی سند میں جمہور کا مسلک

اس بات پر تمام فقہا اور متکلمین کا اتفاق ہے کہ اجماع دلیل قطعی جیسے کتاب اور خبر متواتر کے علاوہ منعقد نہیں ہوتا۔ 14 جمہور علماء کے نزدیک شرعی دلیل کے بغیر اجماع کا حصول جائز نہیں ہے 15۔ اور جمہور علما اور فقہاء کا مذہب ہے کہ اجماع کا انعقاد قیاس کے ذریعے بھی ہو سکتا ہے اور ان کے نزدیک قیاس جلی اور قیاس خفی میں کوئی فرق نہیں ہے 16۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قیاس کا حکم شرعی کے راستوں میں سے ایک راستہ ہے لہٰذا یہ جائز ہے کہ باقی دلائل کی طرح یہ بھی اجماع کی سند ہو۔ 17

ائمہ اربعہ کی رائے

آئمہ اربعہ کے نزدیک بھی اجماع کے لے سند کا ہونا ضروری ہے چاہے کتاب اللہ سے، سنت رسول سے یا قیاس سے ہو۔[18]

مخالفین کے دلائل

جن علماء نے قیاس کو اجماع کی سند ماننے سے انکار کیا ہے ان کی پہلی دلیل یہ ہے کہ مجتہد کے لئے جائز ہے کہ قیاس کی مخالفت کرے۔ اب اگر مجتہد سے اجماع صادر ہو جائے تو لازم آئے گا کی اس کی مخالفت جائز ہو کیونکہ اصل کی مخالفت فرع کی مخالفت کو شامل ہے لیکن فرع کی مخالفت بالاتفاق ممتنع ہے 19۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ علماء میں قیاس سے دلیل پکڑنے میں اختلاف ہے اور یہ اجماع کے منعقد ہونے سے مانع ہے 20۔ بعض علما قیاس جلی اور خفی دونوں سے اجماع کے انعقاد کو نہیں مانتے اور بعض کے نزدیک قیاس جلی سے اجماع منعقد ہو جائے گا لیکن قیاس خفی سے نہیں ہو گا 21۔ اور وہ علماء جو اجماع کے لیے قیاس کو بطور سند استعمال کرنے کی مخالفت کرتے ہیں ان کی دلیل یہ ہے جب قیاس ظنی ہے اور اجماع علم قطعی کو ثابت کرتا ہے تو ایسی صورت میں یہ لازم آئے گا کہ اصل یعنی قیاس فرع یعنی اجماع سے طاقتور ہو جائے (اور ظاہر ہے کہ جائز نہیں)۔ 22

امام شافعیؒ کی رائے

امام بدر الدین زرکشیؒ فرماتے ہیں: "ونص علیہ الشافعی فی الرسالۃ، وجوز الاجماع عن قیاس، وھو قول الجمھور، قال الرویانی: وبہ قال عامۃ اصحابنا، وھو المذھب" 23امام شافعیؒ نے اجماع کو قیاس سے جائز کہا اور یہی جمہور کا کہنا ہے، امام رویانیؒ کے مطابق یہی ہمارے اصحاب نے کہا اور یہی مذہب ہے۔ ابن قطان کے مطابق ہمارے اصحاب کے درمیان قیاس سے اجماع کے وقوع پر کوئی اختلاف نہیں ہے۔24

معتزلہ اور ظواہر کا مسلک

اصحاب ظواہر اور معتزلہ کا مسلک ہے کہ اجماع صرف دلیل قطعی سے منعقد ہوتا ہے۔ خبر واحد اور قیاس سے اجماع منعقد نہیں ہوتا25۔ بعض ظاہریہ کے مطابق اجماع خبر واحد سے منعقد ہو جاتا ہے۔26

دلیل کے بغیر اجماع

بعض اہل اصول نے یہ کہا کہ اجماع کے لئے سند کی شرط نہیں لگائی جائے گی بلکہ اللہ کی توفیق سے اس کا صدور ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے انہیں سچ کے اختیار کی توفیق دی ہے۔ 27 اجماع ایسی دلیل یا نص سے ہو گا جس کو سب جانتے ہوں۔ اور ماوردیؒ اور آمدیؒ نے اختلاف کی اصل یہ بنائی ہے کہ کیا الہام دلیل ہو گا یا نہیں؟ اس بنا پر ہم نے کہا کہ اجماع کا کسی دلیل سے ہونا ضروری ہے۔ پس علماء کی دلیل کے بارے میں بحث کرنا ضروری نہیں ہے جبکہ ان کی عصمت ثابت ہو چکی ہو کہ وہ صحیح اور مستند بات سے حکم لگاتے ہیں لیکن اس پر مطلع ہونا ممتنع نہ ہو اور اکثر اجماع اپنی دلیل سے پہنچانے گئے۔28

بغیر دلیل کے ساتھ اجماع کا جواب

جیسا کہ بعض علماء نے اجماع کے لئے سند اور دلیل کی شرط نہیں رکھی اور یہ کہا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہوتا ہے۔ لیکن بعض علماء نے کہا کہ یہ بات درست نہیں ہے کیونکہ اس طرح ہر ایک بغیر دلیل کے بات کرے گا۔ "لانه لوجاز الجماعة الامة ان يقولوا من غير دليل لكان يجوز لكل واحد منهم ان يقول من غير دليل و حين لم يجز لآحادهم كذلك لا يجوز لجماعتهم، ولان الدليل هو الموصل الى الحق فاذا فقد الدليل فقد الوصول و قدبينا ان حال الامة لا يكون اعلىٰ من حال نبى الامة و معلوم ان النبىﷺ لا يقول ما يقول الا عن دليل، فالامة لان لا يقولوا ما يقولونه الا عن دليل اولىٰ "29اگر امت کی کسی جماعت کے لئے یہ جائز ہو کہ وہ کسی دلیل کے بغیر کوئی بات کریں تو جائز ہو گا کہ ان میں سے ہر ایک پر کہ وہ بغیر دلیل کے کوئی بات کرے جب ان میں سے ہر ایک کے لئے ایسی بات کہنا جائز نہیں تو ان کی جماعت کے لئے بھی ایسی بات کہنا جائز نہیں ہے کیونکہ دلیل ہی سچ کی طرف لے کر جاتی ہے۔ اگر دلیل چھوٹ گئی تو مقصد بھی فوت ہو جائے گا، اور ہم نے بیان کیا امت کی حالت اپنے نبی ﷺ کی حالت سے بہتر نہیں ہو سکتی اور یہ بات معلوم ہے کہ نبی ﷺ جو بات میں ارشاد فرماتے تھے غیر دلیل کے نہیں فرماتے تھے۔ تو امت کیلئے تو زیادہ اولیٰ ہے کہ وہ بغیر دلیل کے کوئی بات نہ کہے۔ اجماع ایسی دلیل کے بغیر منعقد نہیں ہوتا جو اس کے لئے لازم ہو، رائے کا اختلاف کسی چیز پر اتفاق کو منع کرتا ہے سوائے اس کے کہ کوئی ایسا سبب ہو جس سے اتفاق پیدا کیا جا سکے30۔ بہت کم علما کی یہ رائے ہے کہ اجماع اللہ تعالی کی توفیق سے جائز ہوتا ہے [31]یعنی اس کے لے سند کی ضرورت نہیں ہوتی۔

قیاس اور مصلحت کی بنیاد پر اجماع کی پابندی

تمام فقہاء اور علمائے اصول میں اس بات پر اتفاق ہے کہ اجماع کی سند قرآن کریم یا حدیث نبوی سے ہو گی جیسا کہ پہلے گذر چکا ہے لیکن جس اجماع کی بنیاد قیاس پر ہو اسکی پابندی کے بارے میں مختلف آراء ہیں۔ محقق ابوزہرہ نے اس حوالے سے تین مسالک نقل کیے ہیں۔

1۔عدم جواز

پہلا قول یہ ہے کہ قیاس کو اجماع کی بنیاد بنانا درست نہیں ہے کیونکہ قیاس کے مختلف پہلو اور وجوہات ہیں۔ اگر قیاس ایسے اوصاف پر مشتمل ہو جو حکم کے لئے مناسب ہوں اور اس کے وجود پر اثر انداز ہوتے ہوں تو پھر اس میں لوگوں کی آراء کا اختلاف واضح ہے۔ پھر اس پر اجماع ممکن نہیں ہے۔ اور دوسری وجہ یہ ہے کہ حجت قیاس کی بنیاد اس بات پر نہ ہو جو متفق علیہ ہو تو وہ اجماع کے لئے اصل کیسے بن سکتی ہے؟ اور صحابہ کرامؓ سے کوئی ایسی روایت نہیں ملتی کہ ان کا کسی شرعی حکم میں جو کتاب وسنت سے ثابت نہ ہو اس پر اجماع ہوا ہو یعنی صحابہؓ کا اجماع قرآن وسنت سے ثابت شدہ چیز پر ہی ہوا ہے۔ صحابہ کرامؓ کا اجماع دادا کی میراث پر اور باپ شریک بھائیوں کی میراث کے بارے میں، ماں باپ شریک بھائیوں کے نہ ہونے کے وقت، اسکی بنیاد نص پر تھی۔ اس کے علاوہ جو بھی اجماع ہوا وہ نص پر ہوا۔ اور ان کا اجماع غنیمت کی تقسیم سے منع کرنے پر ہوا وہ بھی نص قرآن پر مبنی تھا۔ اور اس میں قیاس اور مصلحت کا عمل دخل نہیں تھا۔ حضرت عمرؓ نے دو دن تک مجاہدین اسلام کے ساتھ بحث و مباحثہ کیا اور مصلحت کی بنیاد پر بحث کی۔ حضرت عمرؓ نے ان کی بات قبول نہ کی بلکہ تیسرے دن حضرت عمرؓ نے آیت مبارکہ پیش کی تو پھر ان کا اجماع ہوا۔ اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خلافت اور قرآن کے جمع کرنے پر صحابہؓ کے اجماع سے دلیل پکڑنا درست نہ ہو گا۔ کیونکہ ان دونوں مسائل پر اجماع کرنا اجماع کو دوبارہ کسی حکم شرعی کی طرف نہیں لوٹاتا۔ یہ اتفاق تو عملاً ایک معاملے کو نافذ کرنے کا تھا۔ جیسا کہ مرتدین کے خلاف فارس وشام کے محاذ پر لشکر روانہ کرنے اور دولت اسلامیہ کے قیام کے لئے تھا۔ یہ امور کو عملاً نافذ کرنا ہوتا ہے نہ کہ اجماع۔ اور اجماع اور اتفاق کے درمیان یہ فرق ہے کہ اتفاق ایسے معاملہ کو نافذ کرنے پر ہوتا ہے جو حکومت سے متعلق ہو۔ اور اجماع حکم شرعی پر ہوتا ہے۔

2۔جواز

دوسری رائے یہ ہے کہ قیاس اپنی تمام انواع کے ساتھ ہو تو جائز ہے کہ وہ اجماع کے لئے سند بنے۔ کیونکہ وہ شرعی دلیل ہے اور اس کی بنیاد نص پر ہوتی ہے۔ جب کہ اسے کسی نص پر محمول کیا جائے اور نص پر محمول کرنا نص سے دلیل لینے کی قبیل سے ہے، اس لیے قیاس اپنی ذات میں دلیل ہے جب اسکی بنیاد پر اجماع ہو تو وہ نص شرعی کی بنیاد پر کیا گیا اجماع کہلائے گا نہ کہ وہ کوئی نیا شرعی حکم ہو گا۔

3۔تیسرا مسلک

اگر قیاس کی علت پر نص وارد ہو یا پھر وہ خفیہ نہ ہو بلکہ ظاہر ہو کہ اس میں غور و فکر کی ضرورت پیش نہ آئے یا ایسا مبہم کہ افکار اس میں مختلف ہو جائیں تو اس سے اجماع منعقد ہو جائے گا اور اگر علت خفیہ ہو اور نص موجود نہ ہو تو اس سے اجماع منعقد نہیں ہو گا۔ علت منصوصہ میں اعتماد قیاس پر نہیں ہوتا بلکہ سند ہی نص اور علت ظاہرہ نص کی طرح ہوتی ہے۔ سچ یہ ہے کہ ہم کہیں کہ شرعی حکم میں اجماع کے حوالے سے ہم صحابہؓ کے زمانے کو دیکھیں کہ جب انہوں نے اجماع کیا شرعی حکم پر تو اگر صحابہؓ نے

صرف قیاس پر اعتماد کرتے ہوئے اجماع کیا ہے تو بات واضح ہے۔ ورنہ پھر اس میں غور و فکر کرنا چاہیے کہ اس میں عملاً کوئی جھگڑا نہ ہو۔ اور ایک رائے کے مطابق بعض امور میں اجماع کی بنیاد قیاس پر بھی ہے۔ مثلاً شرابی کی حد اجماع سے ثابت ہے جس کی بنیاد قیاس پر ہے اور اس کی مقدار 80 کوڑے ہے۔ حضرت عمرؓ 40 کوڑے لگواتے تھے اور حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہا لکریم حد قذف لگواتے تھے اور اس سے بھی پہلے نبی کریم ﷺ 40 کوڑے حد لگواتے تھے۔[32] سب سے بہترین قول یہ ہے کہ اس بارے میں صحابہ کرامؓ کے زمانے کے طریقے کو مد نظر رکھا جائے۔ اگر انہوں نے کسی مسئلے میں قیاس کو دلیل بنایا تو درست ورنہ قیاس پر مدار رکھنے سے مسئلہ اختلافی ہو جائے گا۔

خلاصہ بحث

اجماع شریعت اسلامیہ کا تیسرا ماخذ ہے جس سے شریعت کے متعدد احکام مستنبط ہوتے ہیں۔ شریعت اسلامیہ میں احکام کے ثبوت کے لے قرآن و سنت سے سند کا ہونا ضروری ہے، بغیر سند کے شریعت کا کوئی حکم ثابت نہیں ہوتا۔ اجماع کے حوالے سے اہم بات یہ ہے کہ اجماع کے ثبوت کے لے سند کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟ اس حوالے سے علمائے اصول کی مختلف آرا ہیں۔ جمہور علمائے اصول اور ائمہ اربعہ کے نزدیک اجماع کے ثبوت کے لے سند کا ہونا ضروری ہے چاہے قرآن سے ہو سنت سے یا قیاس سے، جبکہ بعض علما نے قیاس کو اجماع کی سند ماننے سے انکار کیا ہے۔ بعض علما کی رائے میں اجماع خود ایک حجت ہے اور اس کے لے سند کا ہونا ضروری نہیں ہے۔

References

[1]Sayf al-Dīn, Abi al-Ḥassan Āmdī, *Al-Aḥkām fī Usūl al-Aḥkām* (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 2005), 1:168.

[2]Dr. Abdul Karīm Zaydān, *Al-Wajīz fī Usūl al-Fiqh* (Beirūt: Mu'assisah al-Risālah, 1987)), 169.

3Abi al-Muzaffar Ibn Muḥammad Ibn Abdul Jabbār Sam'āni, *Qawāṭi' al-Adillah* (Beirūt: Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, 1997), 1:473.

4Zaydān, *Al-Wajīz fī Usūl al-Fiqh*, 188.

5Muḥammad Abu Zuhra, *Usūl al-Fiqh* (Qāhirah: Dār al-Fikar al-Arabi), 195.

6Al-Shaykh Muḥammad al-Khiḍrī, *Usūl al-Fiqh* (Beirūt: Dar Iḥyā' al-Turāth al-Arabi, 1389), 282.

7Abdul Wahhāb Khallāf, *'Ilm Usūl al-Fiqh* (Qāhirah: Dār al-Ḥadīth Ṭaba' Nashr wa al-Taowzī', 2003,), 53.

8Abi Bakr Aḥmad Ibn 'Alī al-Khatīb Baghdād, *Al-Faqīh wa al-Mutafaqqih* (Al-Maktaba al-'Ilmiyyah), 1:154.

9Āmdī, *Al-Aḥkām fī Usūl al-Aḥkām,* 1:234.

10Abu Zuhra, *'Usūl al-Fiqh*, 195.

11Khallāf, *'Ilm Usūl al-Fiqh*, 53.

12Badr al-Dīn Zarkashī, *Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Usūl al-Fiqh* (Dār al-Ṣafwah al-Ṭabā'ah wa al-Nashr wa al-Taowzī', 1413), 4:450.

13Zarkashī, *Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Usūl*, 4:451.

14'Allā' al-Dīn Abu Bakr Samarqandī, *Mīzan al-Usūl* (Qāhirah: Maktabah Dār al-Turath, 1997), 523.

15Ṣafī al-Dīn Muḥammad Ibn Ibrāhīm Hind, *Nihāyah al-Usūl fī Dirāyah al-Wusūl* (Makkah: Maktabah Nazār Muṣṭafā al-Bāz, 1999), 6:2633.
16Sam'āni, *Qawāṭi' al-Adillah,* 1:474.
17Al-Khiḍrī, *Usūl al-Fiqh,* 282.
[18]Shahāb al-Dīn al-Kalwazānī, *Al-Durar al-Lawāmi' fī Sharḥ Jam' al-Jawāmi'* (Madinah: Al-Jām'ia al-Islamiyyah, 2008), 3:155.
19Al-Khiḍrī, *Usūl al-Fiqh,* 282.
20Al-Khiḍrī, *Usūl al-Fiqh,* 283.
21Sam'āni, *Qawāṭi' al-Adillah,* 1:474.
22Sam'āni, *Qawāṭi' al-Adillah,* 1:474.
23Zarkashī, *Al-Baḥr al-Muḥīṭ fī Usūl al-Fiqh,* 4:452.
24Muḥammad Ibn Ali Ibn Muḥammad Shaowkānī, *Irshād al-Fuḥūl Ilā Taḥqīq al-Haqq min 'Ilm al-Usūl* (Makkah: Maktabah Nazār Muṣṭafā al-Bāz, 1997), 1:285.
25Samarqandī, *Mīzan al-Usūl,* 524.
26Samarqandī, Mīzan al-Usūl, 524.
27Al-Khiḍrī, *Usūl al-Fiqh,* 282.
28Zarkashī, Badr al-Dīn, al-Baḥr al-Muḥīṭ fi Usūl, vol. 4, pg. 451
29Sam'āni, *Qawāṭi' al-Adillah,* 1:473-474.
30Sam'āni, *Qawāṭi' al-Adillah,* 1:473-474.
[31]Al-Kalwazānī, *Al-Durar al-Lawāmi',* 3:155.
32Abu Zuhra, *Usūl al-Fiqh,* 195-197.